چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کاروائی اجلاس

منعقدہ سہ شنبہ مورخہ ۱۹ جون سنہ ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۴۱۰ھ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱۔	تلاوتِ قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲۔	رخصت کی درخواستیں	۲
۳۔	بجٹ بابت سال ۹۱-۱۹۹۰ء پر عام بحث معزز اراکین جنہوں نے اظہار خیال کیا۔ (i) مسٹر حسین اشرف بلوچ (ii) مسٹر ارجن داس بگٹی (صوبائی وزیر) (iii) میر محمد اکرم بلوچ	۲

جلد اول
شمارہ چہارم

بلوچستان صوبائی اسمبلی سکریٹریٹ

اسپیکر - جناب ظہور حسین خان کھوسہ

ڈپٹی اسپیکر - جناب عنایت اللہ خان بازئی

افسرانِ اسمبلی

سکریٹری اسمبلی - مسٹر اختر حسین خاں

جائینٹ سکریٹری - محمد حسن شاہ

ڈپٹی سکریٹری اوّل - مسٹر محمد افضل

سرکاری رپورٹ

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چودھواں/بجٹ اجلاس

مورخہ ۱۹ جون ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۵ ذیقعد ۱۴۰۹ھ بروز سہ شنبہ زیر صدارت اسپیکر جناب ظہور حسین خان کھوسہ چار بجے شام بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوتِ قرآنِ پاک و ترجمہ

از

مولوی عبدالمالک ــ برشوری

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۵۵- وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ
الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَآ
اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ صدق اللّٰہ العظیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: اور تمہیں ضرور آزمائیں گے خوف سے بھوک پیاس سے مال اور جان کے نقصان اور ثمرات کے زیاں سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیں ان لوگوں کو جنہیں مصیبت پہنچی ہے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر:۔ سکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں

مسٹر اختر حسین خان ۔ (سیکرٹری اسمبلی) مولوی غلام مصطفےٰ ایم پی اے نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج ۲۴ جون ۱۹۹۰ء اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سکریٹری اسمبلی: مولوی نور محمد ایم پی اے نے مورخہ ۷ ارجون ۱۹۹۰ء سے آخر اجلاس تک رخصت طلب کی ہے ۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

بجٹ پر عام بحث

جناب اسپیکر: اب میزانیہ برائے سال ۹۱-۱۹۹۰ء پر عام بحث ہوگی ۔

جو حضرات بولنا چاہیں وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔ آج کی لسٹ کے مطابق جناب

حسین اشرف اور میر محمد اکرم بلوچ کے علاوہ مسٹر ارجن داس بگٹی صاحب بجٹ کی بحث میں حصّہ لیں گے ۔ لہٰذا میں جناب حسین اشرف صاحب کو پہلے تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں ۔

مسٹر حسین اشرف بلوچ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باسم شعب العظیم ۔

جناب اسپیکر و قابلِ احترام قائد ایوان اور میرے باقی ساتھیو! بجٹ اجلاس کے دوران اسمبلی میں جو بحث ہو رہی ہے ۔ کوئی تعریفیں کر رہا ہے ۔ کوئی تنقید کر رہا ہے یعنی ہر ایک اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے اس اسمبلی کے اندر تعریف کرنے والوں کا بھی حق ہوتا ہے کہ اپنے بنائے ہوئے بجٹ کو جس طرح انہوں نے پیش کیا ہے وہ اپنے وسائل اور مسائل کا ذکر کر کے اپنی تعریف کریں اسیطرح شکایت کرنے والوں کا بھی حق ہوتا ہے کہ وہ تنقید کریں ۔ جناب اسپیکر سمجھدار اور باشعور لوگ جانتے ہیں کہ بلوچستان کے مسائل اور اسکے وسائل پر جو قبضہ کیا ہوا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کسی غلام ملک میں بھی اسطرح کسی کو نظر انداز نہیں کیا جاتا جس طرح مرکزی حکومت یا اس ملک کے بیوروکریٹس ہمارے ساتھ یعنی بلوچستان کے ساتھ کر رہے ہیں جناب اسپیکر تنقید ہم بھی کرتے ہیں لیکن یقیناً ہماری تنقید پہ سنجیدگی سے توجہ دی جانی چاہیئے ہم اس اسمبلی میں ہر بار تقریریں کرنے آتے ہیں بلکہ اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل لیکر آتے ہیں میرے خیال میں پچھلے سال ہم نے اپنے علاقے کا جو اہم مسئلہ تھا اس اسمبلی میں بتایا ۔ ہم نے اپنے مسائل اسمبلی میں پیش کئے ۔ لیکن اس سال کا بجٹ جو ہم لے کر آئے ہیں اسکا پھر وہی انداز ہے جس طرح ہمیں پہلے نظر انداز کیا گیا تھا اس سال بھی اسیطرح کیا گیا ہے ۔ بات صرف یہ کرتے ہیں کہ ہمارے وسائل نہیں ہیں ہم کہاں سے پیدا کریں ۔ جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اعداد و شمار کو دیکھیں تو یقیناً ہمیں جب دھنا

چاہیئے۔ وہ صحیح کہتے ہیں۔ بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ رواں مالی سال میں جاری اسکیمات ہیں۔ اس بجٹ میں کوئی قابل تعریف اسکیم نہیں ہے جیسے ہم کہیں کہ ان سکیمات کا فائدہ کہاں ہوگا۔ ہماری یعنی بلوچستان اور بالخصوص مکران اور ساحل مکران کی سب سے بڑی ضرورت اور اہم مسئلہ پانی کا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اور پریس کو بھی بتایا تھا کہ ڈسٹرکٹ گوادر کا پانی کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ جناب اسپیکر میں کیا بتاؤں میں تو کہتا ہوں وہاں کربلا ہے۔ آپ وہاں آکر دیکھیں تو آپکو یقین آ جائیگا کہ واقعی وہاں کربلا ہے۔ جناب والا! انہیں ہماری باتوں کا یقین نہیں ہے وہ کہتے رہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن آپ بھی تو اپنے کارنامے بتائیں۔ وہاں پر ہم کہتے ہیں کہ پانی کا جریکین بیس روپے میں ملتا ہے آپ اسکی تحقیقات کریں ہماری سب سے بڑی ضرورت پانی ہے لیکن آپ اس بجٹ کو دیکھیں تو اس میں ہمارے لیئے پھر وہی نادیل کی بات ہے جو پچھلے سال تھی۔ جناب اسپیکر۔ ہم نے کہا بابا یہ نادیل کا پیسہ ہمیں پانی کر کے دیدو کیونکہ پورے علاقہ میں پانی کی قلت ہے لوگ پریشان ہیں۔ کہ ہم پانی کہاں سے لائیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ پیسہ ہڑپ کرنا ہے انہوں نے یہ پیسہ کو کھانا ہے اسلیئے ایک کان سے سنتے ہیں دوسرے سے نکال دیتے ہیں یہ لوگ قطعی پرواہ نہیں رکھتے۔ بجٹ بنانے والے تو یہ لوگ ہیں ہم ان سے ضرور پوچھتے تو ہیں۔ ہماری اسکیمات کا ہم سے کہا گیا کہ اسکیم بنائیں اور ہمیں دیں۔ ہم کس چیز کو اولیت دیں۔

جناب والا! میرے پاس ثبوت موجود ہے میں نے انکو رپورٹ دی اسکی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے کہ ہم نے سرفہرست پانی کیلیئے کہا تھا کہ گوادر ڈسٹرکٹ کو پانی دیں لیکن یوں تو ہمیں پانی قطرہ تک نہیں آرہا ہے۔

جناب اسپیکر! اپنی اے ڈی پی میں جب ایک ملک میں ہمارے حاکم صاحبان لوگوں کو پینے کا پانی دینے کیلیئے تیار نہیں ہیں تو پھر ہم ان سے کیا توقع رکھیں ہم کیا امید رکھیں پانی کا مسئلہ ہے تو جیونی میں بھی وہی حالت ہے کہ سب کو پتہ ہے انکو رپورٹ آتی رہتی ہے کنوئیں خشک ہو گئے ہیں جو تھوڑی بہت بارش ہوئی اور زیر زمین

جوذخیرہ آپ تھا وہ بھی ختم ہوگئی۔ اتنی بڑی آبادی اور اسکے لئے اتنی لاپرواہی؟ جناب والا! میں بھول گیا ورنہ میں گوادر سے پانی لاتا اور یہاں سب کو زبردستی پلاتا اور کہتا کہ پیو یہ پانی ہے جو ہم وہاں گوادر میں پی رہے ہیں لیکن جب ہم کہتے ہیں تو وہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔ واقعی مجھ سے غلطی ہوگئی کہ میں وہ پانی نہیں لایا۔ تاہم انشاءاللہ آئندہ لیکر آؤنگا اور سب کو دوں گا تاکہ یقین آجائے اور لوگ باور کریں۔

جناب اسپیکر۔ بجٹ پر ہم کیا بات کریں میں نے تقریباً آدھ گھنٹہ بیٹھ کر بیس صفحوں کی تقریر تیار کی ہے جو اس قسم کا بجٹ بناتے ہیں جو رقم ملازمتوں کے لئے رکھی گئی ہے وہ کافی ہے اور سات ارب کے قریب ہے۔ ویسے تو ہر حکومت کو چلانے کے لئے یہ لازمی ہوتا ہے اس بجٹ کے پانچ ارب یا سات ارب جو کہ تقریباً آدھ حصہ ہے وہ ملازموں کے اخراجات ان کی تنخواہوں اور ان کی شاہ خرچیوں ان کی گاڑیاں پیٹرول وغیرہ پر چلا جاتا ہے باقی آدھا رہ جاتا ہے وہ خرچ کرنے کی بجائے میں کہتا ہوں وہ بھی انہی لوگوں کے لئے ہے ان کے پاس واپس پہنچ جاتا ہے وہ بھی ان لوگوں کے لئے ہے وہ عوام کے لئے نہیں۔ یہ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ آدھا بجٹ تو سیدھے راستے سے لے لیتے ہیں اور باقی آدھا الٹے ہاتھ ٹیبل کے نیچے اس طرف سے لے لیتے ہیں۔ اس طرح سے تو یقیناً یہ بجٹ عوام کے مسائل کا حل نہیں ہے۔

جناب اسپیکر! چونکہ ہمیں کچھ نہ کچھ اپنے علاقے کی خوشحالی کے لئے بات کرنی ہے جو کہ ہمارے عوام اور علاقے کے فائدے کے لئے ہو۔ اخبارات میں بھی آیا تھا میں نے بھی پڑھا ہے اور آپ سب نے اسکو پڑھا ہوگا وہ یہ کہ حکومت بلوچستان نے رشین (Russian) گورنمنٹ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے وہ میرانی ڈیم کا ہے یہ جو ایک بہت پرانا پراجیکٹ چلا آرہا ہے کہ ڈیم بنادیں گے۔ یہ تو ۱۹۵۱ء سے بھی پہلے کا منصوبہ ہے۔ پہلے اس میرانی ڈیم پر لاگت کا اندازہ آٹھ کروڑ تھا پھر بڑھتے ہوئے پندرہ کروڑ ہوگیا اور ۱۹۷۵ء میں اس پر لاگت کا اندازہ نوے کروڑ بتایا گیا لیکن اب اس پر لاگت کا اندازہ ایک ارب اسی کروڑ ہے۔ یہ اربوں میں رقم ہے۔ بہت زیادہ ہے

ہمیں تو پہلے یا اب اربوں کا پتہ بھی نہیں ہے ۔ عرب تو ہماری طرح قوم ہے بہر حال یہ اب اس کا تخمینہ ہے ۔ آپ میری تقریر میں مذکر اور مؤنث کی غلطی کو محسوس نہ کریں۔ اگر یہ ڈیم بنتا ہے تو مکران کے لوگوں کے لئے خوشحالی آئے گی۔ ترقی ہوگی۔ بہر حال اس رقم کا اندازہ ایک ارب اسی کروڑ ہے اب پتہ نہیں چل رہا ہے کہ میں اپنی تقریر کہاں سے شروع کروں۔ ہم نے اتنے سارے کاغذات جمع کئے ہیں اور بہت سارے مسائل بیان کرنے ہیں ۔ بس اربوں کا تو ہم صرف سنتے ہیں کہ خرچ ہوں گے ۔ اربوں کا تو ہمیں حساب بھی نہیں آتا ہے اسلئے اس میرانی ڈیم پر اب ایک ارب اسی کروڑ روپے خرچ ہوں گے ۔ جو ہمیں بتایا گیا ہے ۔ اور اب تو سننے میں آرہا ہے کہ اس سے بھی اور زیادہ خرچ بڑھ گیا ہے ۔ کہ اب ۲۵۰ کروڑ کا ہے کیونکہ کام بھی بڑھ گیا ہے ۔

پسنی سے تربت روڈ۔ اب تو ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں کتنی بڑی شاہراہ دے ... اس بڑی سڑک کو بھی شروع کیا جائے گا کتنی محنت کر رہے ہیں۔ اور ایک ہمیں روڈ دے رہے ہیں اب ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں سفر میں پریشانی نہیں ہوگی ۔ کیونکہ یہ ایک گھنٹے کا راستہ ہے اور ہم ابھی جبکہ روڈ نہیں بنی ہے چار اور پانچ گھنٹے میں طے کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ روڈ کا مسئلہ بھی جلد حل ہو جائے۔

جناب والا ! ۔ اب میں مکران کی بجلی کی حالت کا ذکر کرتا ہوں اگر مکران میں میں یہ کہوں کہ بجلی بالکل نہیں ہے تو غلط نہ ہوگا بجلی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ کبھی ڈیزل نہیں ہے کبھی ذمہ دار افسر چھٹی پر جاتا ہے ۔ کبھی وہاں کے جنریٹر میں کوئی خرابی ہو جاتی ہے ہم لوگ تو سالہا سال اندھیرے میں رہتے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ وہاں بجلی نہیں ہے اگر دو چار گھنٹے بجلی ہے پھر کئی کئی دن نہیں ہے اور اگر کوئی بلب بھی ٹوٹ جائے تو اس کے لئے کوئٹہ کراچی جانا پڑتا ہے اور ہفتوں بجلی بند رہتی ہے ۔ اب جبکہ میرانی ڈیم بن رہا ہے وہاں سے بجلی بھی پیدا ہوگی ۔ پانی بھی بجلی بھی اس سے میسر ہو جائے گی۔ اس کے بعد روڈز ہیں ہمارا ملک تو غریب ہے۔ اور ہم اپنے عوام کے لئے سب کچھ

کرنا جانتے ہیں امداد بھی مانگ سکتے ہیں تاکہ خوشحالی آئے جس علاقے میں پانی ہوگا بجلی ہوگی تو پھر اس سے زراعت ہو سکے گی۔ صنعت میں ترقی ہوگی۔ روڈز ہوں گے۔ مگر ہم تو ۴۳ سال گزر جانے کے باوجود بھی اسی جگہ پہ ہیں سابقہ حاکموں کے ساتھ ہم آج کے افسر اور حاکم کو بھی شریک کریں گے۔

جناب اسپیکر! و: جتنا بھی کہیں ہم ان کو بھی شریک کریں گے۔ ہم تو اسی جگہ پہ ہیں جہاں پہلے تھے۔ اور جس ڈھنگ سے چلے آرہے ہیں اسی پر رہیں گے۔ ہم تو آج کے حاکم کو بھی شریک کریں گے کیونکہ وہ بھی تو حکومت میں ہیں وہ جتنا بھی کہیں کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں تو ہم سمجھ رہے ہیں ہمارے ساتھ چالیس سال سے انصاف نہیں ہو رہا ہے وہ جتنا بھی کہیں کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ ہمارے پاس وسائل ہیں میں یہ فخریہ طور پہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان ہمارے وسائل پہ چل رہا ہے میں یہ برملا کہہ رہا ہوں چاہے کسی کو برا لگے یا نہ لگے پاکستان زندہ ہے تو بلوچستان کے وسائل پر زندہ ہے اگر پاکستان کو کوئی اہمیت حاصل ہے تو وہ بلوچستان کے وسائل کی وجہ سے ہے ہم اس پہ فخر کرتے ہیں ہم بلوچستان والے اپنے وسائل پر فخر کرتے ہیں کیونکہ ہماری جغرافیائی حدیں ایسی ہیں۔ ہمارے علاقے کی حدود ہیں جن پہ ہم فخر کر سکتے ہیں۔ ہمارے علاقے کی پیداوار سے پاکستان بہت کچھ حاصل کر رہا ہے اور بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ دیانتداری سے کام کرے۔ ہمارے افسران حکمران دیانتداری اور ایمانداری سے کام کریں۔ تو اس سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے ساحلی علاقوں میں معدنیات اور سب کچھ ہیں۔ یہ ایک ایسا علاقہ ہے جو کنارے اور سرحد پہ واقع ہے۔ جس طرح سے مکران کا ساحل ہے یہ بلوچستان کا ساحل ہے اس سے اچھا ساحل کہیں نہیں ہے اگر ہے تو آپ اس کی مثال دیں۔ اگر حکومت اس طرف توجہ دے تو ہمیں سب کچھ مل جائے گا۔ پانی اور بجلی مل جائے گی۔ لیکن ہمارے حکمران کیا کرتے ہیں۔ اگر دیانتداری اور ایمانداری سے ہمارے حکمران اور حاکم بلوچستان کی معدنیات اور ساحلی علاقوں پر توجہ دیں۔ چونکہ قدرت نے ہمیں اتنی دولت دی ہے اگر محنت کریں اور حکومت کی توجہ ہو تو اس

خزانے سے بجلی، پانی، روڈ اور ساری چیزیں ہمیں مل جائیں گی۔

جناب اسپیکر! آپ نے دنیا میں کوئی ایسا ملک دیکھا ہے جس میں ساحل کے کنارے آباد لوگ ایسے ذلیل ہیں جسطرح کہ مکران کے ساحل کے لوگ ہیں۔ اگر کوئی ہے تو مجھے بتائیں۔

جناب اسپیکر! ہمارے حکمران صرف چند ٹکوں کے عیوض غیر ملکی ٹرالروں کو اجازت دیتے ہیں کہ جاؤ ہمارے سمندروں کو لوٹو۔ کیوبا، تائیوان اور جاپان والے ہمیں لوٹ رہے ہیں۔ ہمارا سمندر بھرا پڑا ہے۔ انکے پاس جدید ساز و سامان ہیں۔ انہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ چار میل سے اگر مچھلیوں کا ایک گروپ جا رہا ہے، کس قسم کے ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں انہیں وہ شکار کرتے ہیں اور کروڑوں اور اربوں روپے کماتے ہیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں لوگوں نے کئی بار شکایت کی ہے کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کیا جائے۔ ہماری شکایت کے باوجود ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! اسکے علاوہ ہمارے علاقہ کا سب سے بڑا مسئلہ پینے کے پانی کا ہے۔ ہم بیس روپے فی جریکین پانی خریدتے ہیں۔ یہ اسی سمندر کی وجہ سے ہے۔ ورنہ اگر دس روپے جریکین پانی کوئٹہ میں بھیجیں تو کوئٹہ خالی ہو جائے گا۔ ہمیں معمولی سے معمولی بیماری کیلئے بھی کراچی جانا پڑتا ہے۔ ہمارا پیسہ اسطرح ضائع جاتا ہے۔ ہم جتنی محنت کرتے ہیں وہ پانی، صحت اور مہنگائی پر خرچ ہو جاتا ہے اگر حکومت وہاں مارکیٹ بنائے اور ان لوگوں کو دعوت دیں جو اپنا پیسہ دوسرے ملکوں میں لگاتے ہیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں۔ اگر وفاقی حکومت اس مسئلہ پر توجہ دے تو ہم خوشحال ہو سکتے ہیں۔ لیکن نہیں، مرکزی حکومت صرف چند لاکھ روپیہ، مرکزی حکومت نہیں بلکہ بیوروکریٹ ہیں۔ میں بیوروکریٹ کا کہہ رہا ہوں جو مرکزی اور صوبائی حکومت کو اندھیرے میں ڈالتا ہے اور چند ٹکوں کی رشوت لے کر انکو اجازت دیتے ہیں۔ وہ ہمارے سمندر کو تباہ کر رہے ہیں۔ انہیں جتنی مچھلی ضرورت ہوتی ہے وہ انہیں لے جاتے ہیں اور فالتو مچھلی سمندر میں واپس پھینک دیتے ہیں جو مری ہوئی ہوتی ہیں جس سے بدبو اٹھتا ہے جسکی وجہ سے ہمیں اور نقصان ہو رہا ہے۔ جناب والا! فش ہاربر تو تیار ہو گیا ہے اس پر تقریباً چھبیس کروڑ روپے خرچ ہوا ہے لیکن چھبیس کروڑ روپے خرچ ہونے کے باوجود اس

افراطِ زر اقتصادی و معاشی بدحالی اور روزمرہ زندگی میں مزید مشکلات سے دوچار ہو جائیں تو ایسا بجٹ عوام کی فلاح و بہبود کا بجٹ نہیں ہو سکتا۔ بجٹ برائے رواں مالی سال ۹۱-۱۹۹۰ء بلوچستان کے محدود وسائل کے اندر صاف ستھرا اور کسی پیچیدگیوں سے پاک بجٹ ہے۔ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ جو یقیناً بلوچستان کے عوام کی امنگوں کی ترجمانی ہے۔ جہاں تک آزاد جمہوریت کے اصولوں کا تعلق ہے موجودہ حکومت نے دوسرے صوبوں کے لئے یہ مثال پیش کی ہے، کہ وسیع البنیاد حکومت تشکیل دیکر جمہوریت کو کس طرح مستحکم کیا جا سکتا ہے۔ بلوچستان کی موجودہ حکومت اپنے اس مؤقف پر قائم ہے کہ آئینی حدود کے اندر رہ کر صوبائی خود مختاری کا تحفظ کیا جائیگا اور کسی کو اپنے سیاسی مالیاتی اور انتظامی امور میں مداخلت کی اجازت نہ ہوگی۔ ان تمام شعبوں جن کی آئین کے اندر ضمانت دیگئی ہے اپنا جائز حصہ چاہیں گے۔ بجٹ ۹۱-۱۹۹۰ء بناتے وقت چند رہنما اصول کابینہ نے بنائے ان رہنما اصولوں میں سب سے اہم چیز جو ہے وہ صرف ہمیں اپنی صوبائی بجٹ تک محدود نہیں رکھتی بلکہ اس کا دائرہ مرکزی حکومت تک پہنچتا ہے جب ہم ترقی کی بات کرتے ہیں۔ تو صوبائی حکومت اکیلے اپنی بجٹ سے ترقی نہیں کر سکتی جب تک حقوق کا تحفظ مرکزی حکومت سے نہ ہو۔ دنیا میں کوئی بھی ایسی وفاقی مملکت نہیں ہے جہاں وفاقی حکومت اپنے وفاقی یونٹوں کی ترقی کے لئے اقتصادی معاونت نہ کرے۔ امریکہ جیسے امیر ترین ریاست میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ وفاقی یونٹوں کے تحفظ کے لئے محترم وزیر اعلیٰ بلوچستان نے ہمیشہ مرکزی حکومت سے بغیر کسی جھجک اور بغیر اپنی حکومت رہنے یا نہ رہنے کی پرواہ کئے بغیر بات کرتے آئے ہیں، وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کی نمائندگی اور مالی وسائل میں متضاد بنیاد پر اپنے حصے کے لئے آواز بلند کرتے آئے ہیں۔ لیکن ان مطالبات کا وفاقی حکومت نے کوئی سنجیدگی سے ابتک نوٹس نہیں لیا۔ اور نہ ہی انہیں پورا کرنے کے لئے کوئی پیش رفت کی گئی ہے۔ آج بلوچستان میں جو پرامن ماحول قائم ہے، اسکی وجہ سماجی انصاف کے اعلیٰ اصولوں پر عملدرآمد ہے۔ حکومتی امور کو چلانے کے لئے پالیسی اصولوں کی بنیاد جمہوری نظام اور اقتصادی اور سماجی انصاف کے زریں اصولوں میں اور محترم وزیر اعلیٰ کے چند نکاتی پروگرام کی

خزانہ کی زیرنگرانی میں بنایا گیا ہے جو آج اپنے کو بری الذمہ قرار دے رہا ہے۔ لیکن نہیں ہے اگر ہو تا ہم اسکو ضرور احساس دلاتے۔

جناب اسپیکر! ہمارا حق ہے ہمیں حق دیا جائے تاکہ میرے حلقے کے عوام کے ساتھ انصاف ہو۔ گوادر انٹر کالج کیلئے پچھلے بجٹ میں منظوری دی گئی تھی۔ اس میں ابتک کام شروع نہیں کیا گیا۔ اسپیکر صاحب! ہیلتھ کے شعبے میں گوادر کے لئے کوئی پروگرام نہیں رکھا گیا ہے۔ گوادر شاید بلوچستان کا حصہ نہیں یا بجٹ والوں کو گوادر سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جناب ایسی کوئی چیز نہیں رکھی گئی جو علاقے کی ترقی کا سبب بن سکے۔ لہذا اس بجٹ کو منسوخ کیا جائے اور ہمارے جو مطالبات ہیں انکو شامل کیا جائے ورنہ اگر گوادر کو پانی نہیں ملا باقی بلوچستان والوں کی مرضی ہے۔ ہم اپنی آزادی کا اعلان کر دیں گے۔ خدا حافظ

جناب اسپیکر: مسٹر ارجن داس بگٹی۔

ارجن داس بگٹی۔ (صوبائی وزیر) **جناب اسپیکر!** مجھ سے پہلے میرے چند ساتھیوں نے بجٹ کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کی ہیں۔ بعض حضرات نے بجٹ کو سراہا ہے اور بعض دوستوں نے اس سے اختلاف بھی کیا جمہوری روایات میں حق رائے اور اختلاف رائے دونوں لازم وملزوم ہیں۔ کیونکہ جمہوری عمل انکے بغیر نہ تو پروان چڑھ سکتی ہے اور نہ ہی اسے استحکام حاصل ہو سکتا ہے۔ بلوچستان کی صوبائی حکومت نے سات ارب پچاس کروڑ روپے کا بجٹ برائے مالی سال ۹۱-۱۹۹۰ء پیش کر دیا ہے۔ بلوچستان کے بجٹ پر اگر نظر ڈالی جاتی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو رقومات اور منصوبے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ یقیناً ان سے بلوچستان کے عوام کے کسی حد تک مسائل حل ہوں گے بجٹ عوام کی فلاح وبہبود کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اگر نئے بجٹ کے پیش کرنے کے بعد عوام مہنگائی۔

شادی کے اخراجات برداشت کرنے کا پروگرام ۔ بلوچستان میں فوری ترقیاتی پروگرام کے لئے ۲۲ کروڑ روپے مختص کرنا ۔ یقیناً ان اعلانات سے صوبے میں مثبت اثرات رونما ہوں گے ۔

جناب اسپیکر ! وفاقی حکومت تصفیہ طلب مسائل کو حل کرنے کے لئے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلانے ۔ اس ضمن میں موجودہ صوبائی حکومت کی بار بار کی جانے والی درخواستوں کو بالکل نظر انداز کر رہی ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آئینی اداروں کو ان مقاصد کے لئے جن کی خاطر وہ تشکیل دیئے گئے ہیں ۔ استعمال نہ کیا گیا تو یہ جمہوریت کے لئے نقصان دہ ہوگا ۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب محمد اکبر خان بگٹی کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ انہوں نے صوبے کے حقوق کے لئے جو آواز بلند کی ہے اس حق کی جدوجہد میں ہم ان کے ہمیشہ شانہ بشانہ رہیں گے ۔ شکریہ

جناب اسپیکر !

میر محمد اکرم بلوچ صاحب بجٹ پر اظہار خیال کریں گے ۔

میر محمد اکرم بلوچ ۔

جناب اسپیکر و معزز اراکین اسمبلی ! نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات کے بعد بلوچستان اسمبلی میں یہ دوسرا بجٹ پیش ہوا ۔ جس پر بحث ہو رہی ہے بجٹ پیش ہونے سے دو دن قبل جمعیت علمائے اسلام نے حکومت سے الگ ہونے کا اعلان کیا ۔ جن حالات میں بجٹ ایگریکلچر کے وزیر و پارلیمانی امور جناب سعید ہاشمی نے پیش کیا ۔ ہم سب اس سے باخبر ہیں ۔

جناب اسپیکر ! اسمبلی فورم سے اپنے حلقہ اور صوبے کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک منتخب رکن کی حیثیت سے پہلی بار مخاطب ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں اس سے پہلے بجٹ کی مناسبت سے اس کے حق میں یا مخالفت میں کچھ کہوں میں واضح کرنا ضروری

روشنی میں موجودہ مخلوط حکومت نے جو پالیسی وضع کی ہے۔ اس سلسلے میں قانون کی حکمرانی صوبے میں مکمل طور پر امن اور نسلی گروہوں کے درمیان سازگار فضا کے قیام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے موجودہ حکومت کی ترجیحات اور منشور کا سب سے بڑا مقصد سماجی انصاف کے اعلیٰ اصولوں کا حصول ہے۔ آج صوبے میں رہنے والے تمام نسلی گروہوں کی بلا امتیاز فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جا رہا ہے۔ آج پورے صوبے میں نسلی ہم آہنگی پوری طرح برقرار ہے۔

جناب اسپیکر! پورے صوبے میں جو پرامن ماحول موجود ہے وہ خود اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے جس پر میں موجودہ حکومت کو اور قائد ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آج پورا ملک جانتا ہے کہ منفی قوتوں کا شکست اور قائد ایوان کی حق شناسی کی جیت کا ردعمل بلوچستان کے عوام اور انکی منتخب حکومت کے لئے انتہائی حوصلہ شکن ثابت ہوا ہے بلوچستان کے تمام جائز حقوق کی تکمیل سے صاف انکار کیا جا رہا ہے۔ انصاف طلبی کے دروازے بند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور خوار طریقوں سے صوبے کی ترقی خوشحالی اور منتخب حکومت پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں موجودہ حکومت اور موجودہ حکومت کے قائد نے جرأت استقامت استقلال اور دلیری کا مظاہرہ کرکے جس انداز سے صورتحال کو سمبھالا ہوا ہے۔ اس پر تمام اہل بلوچستان کو فخر ہے یقیناً آج کی صوبائی حکومت کے قائد نے عوام کو نیا حوصلہ اور اعتماد عطا کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس آویزش میں بھی حق و صداقت کو فتح حاصل ہوگی جہاں تک اقلیتوں کا تعلق ہے ہمارے لئے یہ حقیقت حقیقی طمانیت اور مسرت کا باعث ہے کہ موجودہ صوبائی حکومت اور قائد ایوان کی وسیع النظری فراخ دلی اور اعلیٰ ظرفی نے بلوچستان میں اکثریت اور اقلیت کا فرق مٹایا ہے۔ اس معاملے میں کسی بھی سطح پر کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں کیا جا رہا ہے اس سے بڑھ کر آپ کی فراخ دلی اور انصاف کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ موجودہ بجٹ میں اہم فلاحی اقدامات سرکاری ملازمین کے قرضوں پر سود کا خاتمہ بے زمین کاشتکاروں میں ۲۳ ہزار ایکڑ اراضی تقسیم کرنے کا پروگرام۔ اٹھارہ سو لڑکیوں کی

... ... اور پسے ہوئے طبقات نے حقوق اور انکی ہر ممکن اور ہر سوچ کو نجات کے لئے جدوجہد کو اپنا ایمان سمجھتے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر! برصغیر کی تاریخ گواہ ہے کہ برطانوی استعمار کے زیر اثر اس خطے کے عوام نے ایک جبر و استبداد پر مبنی معاشرے کو اسلئے ناپسند کیا اور اسکی جدوجہد کو اپنا کر استعماریت کو دیس سے نکال دیا۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں کو سیاسی سماجی اور اقتصادی طور پر بے دست و پا اور تہی دست رکھا گیا تھا۔ قومیں آزادی کی جنگ محض خواہشات کی بنیاد پر نہیں لڑا کرتیں بلکہ کچھ حقائق اسکے متقاضی ہوتے ہیں اور یہ حقائق انکے سیاسی اور اقتصادی کیفیات پر مبنی ہوتی ہیں۔ قیام پاکستان کے تقریباً ایک سال بعد جب بلوچستان کو اس میں مدغم کیا گیا ہمیں اسی روز سے یہاں کے عوام نے مذکورہ بالا رو یہ اور کیفیت کو محسوس کیا کہ سیاسی تاریخی تہذیبی سماجی اور اقتصادی طور پر وہ ایک نئے ڈھانچہ اور ایک نئی سیاسی گرفت میں آ گئے ہیں کیونکہ اس لمحہ بلوچستان پر پہلی بار فوج کشی کرکے لوگوں پر یہ واضح کر دیا گیا کہ انہیں اس خطے کی نئی ریاست پاکستان میں اسلئے شامل نہیں کیا گیا کہ انہیں یہاں کے لوگوں کی ضرورت تھی

ڈنڈے مارے گئے اور طرح طرح کی مالی جانی اور عزت نفس کی حد تک سزاؤں کا مستحق ٹھہرایا گیا۔

جناب اسپیکر! ۱۹۵۵ء میں ون یونٹ کا قیام عمل میں لاکر ہمارے قومی تشخص اور سرزمین کی تاریخی حیثیت کو مسخ کرنے کی ناروا سازشیں کی گئیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر میں بلوچستان کے اور دیگر محکوم قوموں سے تعلق رکھنے والے سیاسی کارکنوں اور رہنماؤں کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس سازش کے خلاف دلیرانہ جدوجہد کر کے اسے آخرکار ناکامی سے دوچار کردیا۔ جس کے نتیجے میں پاکستانی حکمرانوں کو ملک میں پہلی بار انتخابات کرانے پڑے سنہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے نتیجے میں بلوچستان میں نیشنل عوامی پارٹی کو صوبے میں حکومت سازی کا موقع میسر آگیا چونکہ یہ حکومت قوم دوست اور محب وطن عناصر پر مشتمل تھی اسلئے اسے زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا گیا۔ اسلئے اس کو جبر کے تحت ختم کردیا گیا اور ایک بار پھر ظالمانہ فوجی کارروائی کی گئی اسکی تفصیل میں جانا میں ضروری نہیں سمجھتا میں اسکی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ جناب اسپیکر! سنہ ۱۹۷۳ء سے لیکر سنہ ۱۹۸۸ء تک بلوچستان میں غیر قانونی اور ناجائز حکومتیں رہیں ہیں اس طویل آمرانہ دور کے بعد ایک بار پھر اس ملک میں انتخابات ہوئے اور اسکے نتیجے میں ایک بار پھر ایسی پارٹی کی حکومت بنی ہے جس کے بارے میں یعنی صوبائی حکومت کے بارے میں تاثر خوش آیند نہیں ہے۔ شروع دن سے مرکز کے ساتھ چپقلش ... سنہ ۱۹۸۹-۹۰ء کے بجٹ میں جو یہاں پیش کیا گیا تھا۔ میں لوگوں کی معاشی، اقتصادی ضرورتوں کے مطابق ہر اسمبلی رکن نے اپنے حلقہ انتخاب کے بارے میں تجاویز اور منصوبے متعلقہ وزارتوں کو بنا کر پیش کئے تھے مگر بجٹ کی حتمی فہرست میں شامل نہیں تھے جو تجویز پیش کیگئی اسے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا گیا اسکے علاوہ میں اس دلیل سے مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ بجٹ ہمارے عوام اور صوبے کی ضرورتوں کے مقابلہ میں ناکافی ہے اور اسکی وجوہات مرکز اور صوبے کے مابین ناخوشگوار تعلقات ہیں اور اس صوبے کے وسائل سے محرومی سرفہرست ہے۔

نمبر مکران ڈویژن کا آتا ہے لیکن ہم نے وہاں پچھلے سال اپنے گریجویٹس کو گریڈ ایک سے لے کر گریڈ دس تک کسی کو روزگار نہیں دیا شاید ایسے دو چار ملازمین رکھے گئے ہوں تو مجھے اس کا علم نہیں ہے بہر حال بیروزگاری ختم کرنے کا خاطر خواہ کام ہم سے نہیں ہو سکا۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کے لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنے اور انکی حالت بہتر بنانے کے بارے میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم جو یہاں اس ایوان میں اپنے علاقے کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو انکی زندگی بہتر بنانے کیلئے سب سے پہلے صاف پینے کا پانی مہیا کرنا۔ ان کے علاج و معالجہ کا بندوبست کرنا، یعنی ہسپتال کھولنا آمد و رفت کے لئے روڈز تعمیر کرنا تعلیم کے لئے اسکول قائم کرنا اور بے روزگار لوگوں کے لئے ہم صدائے احتجاج بلند کریں۔

جناب اسپیکر! ہماری یہ چند گزارشات تھیں جو میں نے اس معزز ایوان میں جس طرح بہتر سمجھتا تھا میں نے پیش کر دیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ مالی سال کے دوران جس طرح میں نے گزارش کی کہ ترجیحات جو مقرر کی گئی تھیں ان پر دیانتداری کے ساتھ متعلقہ محکمے اپنی نظر رکھیں گے نیز متعلقہ وزراء صاحبان بھی ان پر دھیان دیں گے۔

جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپکا شکریہ۔

جناب اسپیکر! اجلاس کل مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۰ء کی شام چار بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(شام پانچ بجکر پندرہ منٹ پر اسمبلی کا اجلاس اگلی شام چار بجے یعنی مورخہ ۲۰ جون ۱۹۹۰ء (بروز چہارشنبہ) تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

(گورنمنٹ پرنٹنگ پریس بلوچستان کوئٹہ ۵۸/۲۰۰۹ ۱۱/۲/۹۲ تعداد دوسو کتاب)